

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق انصاری

(قسط ۳۸)

عہد طابعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات (۶۹ء کی ڈائری)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائرئوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ واقارب اہل محلہ و گرد و پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپ کی اولین ڈائری ۱۹۳۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائرئوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کر لیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے طرک کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کر سکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں..... (مرتب)

مجلس شوریٰ کا اجلاس

دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس ۲۱ ستمبر ۱۹۶۹ء کو میاں مسرت شاہ صاحب کا کاجیل کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں دور دراز سے دارالعلوم کے ارکان شوریٰ نے ہماری تعداد میں شرکت کی اجلاس کا آغاز ممتاز قراء کی تلاوت سے ہوا، جس کے بعد حضرت والد ماجد کا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مہتمم و بانی دارالعلوم نے سال گزشتہ کے حسابات آمد و خرچ اور منظور شدہ میزانیہ کے تفاوت نیز دارالعلوم کے تمام تعلیمی اور انتظامی شعبوں کی کارگزاری پر مفصل روشنی ڈالی، انہوں نے فرمایا کہ مجلس شوریٰ نے ۱۳۸۸ھ کیلئے ایک لاکھ نوے ہزار تین سو پچانوے کی منظوری دی تھی لیکن بعض منصوبے زیر عمل نہ آسکنے کی وجہ سے پچھلے سال

۱۳۸۸ھ دارالعلوم کے مختلف شعبوں پر ایک لاکھ ستاون ہزار چھتر روپے پچاس پیسے خرچ ہوئے اور آمدنی ایک لاکھ نوے ہزار پانچ سو ستاسٹھ روپے اکیاسی پیسے ہوئی سال روان ۱۳۸۹ھ کے لئے آپ نے دو لاکھ پانچ ہزار ایک سو پچیس روپے کا میزانیہ پیش کیا جس میں ۳۰ ذی الحجہ کو موجود فنڈ کی رو سے اگرچہ ساٹھ ہزار چھ سو اکتھتر روپے تریانوے پیسے کا خسارہ ہے، مگر مجلس شوریٰ نے حسب سابق خداوند کریم کے فضل و کرم اور متوقع آمدنی کے پیش نظر بجٹ کی منظوری دیدی، شیخ الحدیث صاحب نے آئندہ عزائم اور ضروریات کے ضمن میں دارالعلوم کے نصاب اور نظام تعلیم مختلف تعمیراتی ضروریات ایک دارالتر بیت کے قیام، ماہنامہ الحق کے ترقیاتی پروگرام، شعبہ قرأت و حفظ اور دارالصنائع کے قیام وغیرہ پر روشنی ڈالی جس کی تکمیل کے لئے خطیر اخراجات مہیا کرنے کے لئے ملک و ملت کے درد مند حضرات کو توجہ دلائی گئی، بجٹ پر بحث میں اکثر ارکان نے آزادانہ حصہ لیا مولانا مسرت شاہ صاحب کا کاخیل، الحاج شیر افضل خان آف بدرشی، سید تاج میر شاہ صاحب چمبر آف کامرس پشاور، جناب الحاج مکاتی صاحب نوشہرہ، جناب عبدالحق خلیق صاحب پشاور، قاری محمد امین صاحب راولپنڈی اور دیگر حضرات نے دارالعلوم کی شانہ روز ترقی پر نہایت اطمینان کا اظہار کیا چمبر آف کامرس کے صدر جناب سید تاج میر شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا دارالعلوم کی تفصیلی کارگزاری دیکھ کر میں محو حیرت ہوں اور وعدہ خداوندی کا ظہور دیکھ کر مجھے یقین ہو رہا ہے، کہ دین کی حفاظت بور یہ نشیون ہی سے ہو سکتی ہے، مادی علوم و فنون اور اقتصادیات کے ماہرین سے نہیں، مجھے آج اس اجلاس میں ایک روحانی مسرت ہو رہی ہے، جو زندگی بھر نصیب نہیں ہوئی، انہوں نے ملک کے تمام اہل خیر کو توجہ دلائی کہ وہ دارالعلوم کے تمام منصوبوں میں بھرپور حصہ لیں اور اس کارخانہ علوم نبویہ کو زیادہ سے زیادہ خدمات کا موقع عطا فرمائیں، اجلاس میں شرکت کرنے والے حضرات میں سے چند کے نام یہ ہیں:

الحاج مولانا مسرت شاہ کا کاخیل، جناب میاں اکرم شاہ کا کاخیل، میاں مراد گل صاحب کا کاخیل، قاری محمد امین صاحب، قاری سعید الرحمن صاحب خطیب راولپنڈی، مولانا قاضی عبدالسلام صاحب، حکیم جمال الدین صاحب، کرل عثمان شاہ صاحب نوشہرہ صدر، جناب الحاج شیر افضل خان صاحب آف بدرشی، جناب سید میر تاج شاہ صاحب پشاور، جناب عبدالغفار مکاتی صاحب امان گڑھ، جناب عبد الحاق صاحب خلیق، جناب مولانا محمد یوسف قریشی صاحب پشاور، مولانا عبدالرحمان صاحب جہانگیرہ، حاجی عبد الجبار صاحب، ڈاکٹر صاحب شاہ صاحب، مولانا مجاہد خان صاحب، حضرت جمال صاحب، جناب

مستقر صاحب، مولانا شاہ سید صاحب اور مقامی مجلس منظمہ۔

۲ بجے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کے کلمات تشکر و دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

علمائے مشرقی پاکستان کی آمد

۳۰ ستمبر کو حضرت شیخ الحدیثؒ سے ملاقات اور حالات حاضرہ پر تبادلہ خیالات اور دارالعلوم دیکھنے

کیلئے مشرقی پاکستان جمعیۃ العلماء اسلام سے تعلق رکھنے والے حضرات علماء کی ایک جماعت دارالعلوم تشریف لائی جس میں مولانا پیر محسن الدین احمد صاحب رگپور، امیر جمعیۃ العلماء اسلام مولانا ابوالحسن صاحب جمری نائب صدر، مولانا محی الدین خان ایڈیٹر مدینہ و نیا زمانہ ڈھاکہ، مولانا ذاکر احمد صاحب خطیب جامعہ مسجد چانگام، مولانا شوکت علی صاحب چانگام، مولانا شوکت علی صاحب کھلنا، مولانا عبدالجبار صاحب ناظم جمعیۃ ڈھاکہ شامل تھے، دارالعلوم کا معائنہ فرما کر آپ سب حضرات نے نہایت مسرت اور خوشی کا اظہار کیا، عصر سے قبل دارالعلوم کے دارالحدیث میں طلبہ سے علم کی اہمیت اور فضیلت پر مختصر آؤفد کے کئی حضرات نے روشنی ڈالی۔

اخلاق کے سنوارنے اور خلق خدا کی اصلاح کا علم

جناب پیر محسن الدین صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا، کہ علم وہ ہے، جو اللہ کے ہاں محبوب ہو، جو اخلاق کے سنوارنے کا ذریعہ ہو، اور وہ علم جس کو آج دنیا سیکھ رہی ہے، اس سے انسان کو انسان بننے کا راستہ بھی نہیں ملتا، یہاں کے علم نبوت سے آپ کو اخلاق کی تربیت خلق خدا کی اصلاح اور رسول کریم ﷺ کی اتباع جیسی دولت میسر ہوگی یہ وہ علم ہے، جس کے اللہ کے ہاں بہت بلند درجات ہیں آپ نے فرمایا: یہاں حاضر ہو کر دل کو تسکین حاصل ہوئی، نظم و نسق کے علاوہ روحانی قدر و قیمت بھی یہاں موجود ہے۔

دارالعلوم حقانیہ مدنی فیوضات کا منبع

مولانا ابوالحسن جمری صاحب نے فرمایا کہ شیخ الحدیث میرے زمانہ دیوبند کے شفیق استاد ہیں، یہی شوق مجھے کشاں کشاں یہاں لیکر آیا ہے، اور آج دارالعلوم دیکھ کر میری روح میں تروتازگی پیدا ہوئی ہے، اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدنی فیوضات کا ایک منبع ہے، علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

دیوبند کا پاکستانی ایڈیشن ”حقانیہ“ اور الحق فکری محاذ کا رہنما

حضور اقدس ﷺ نے علم کی تقسیم کی ہے، ایک وہ جو دل میں اترے صرف زبان تک نہ رہے، وہ علم

نافع ہے آگے اسکی شہنشاہ نکلیں گی اور تمام اعضاء پر محیط ہوگا، مشرقی پاکستان کے پر جوش ملی قومی کارکن اور صحافی مولانا محی الدین خان ایڈیٹر نیا زمانہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ یہ دارالعلوم دیوبند کا پاکستانی ایڈیشن ہے، اس کے یہاں کا فیض دور دراز تک پھیل رہا ہے، اور حضرت شیخ الحدیث کے بے شمار تلامذہ کے لحاظ سے بنگال بھی اس سے فیضیاب ہو رہا ہے، یہ مقام ہمارا روحانی مرکز اور اس کا ترجمان ”الحق“ ہمارا فکری محاذ کا رہبر اور رہنماء ہے، آپ نے فرمایا: جب صدر ایوب نے قرآن پڑا اکبر فضل الرحمن کے ذریعہ دست درازی کی اور ایڈیٹر الحق (مولانا سمیع الحق) نے علم جہاد اٹھا کر اپنے ادارہ میں ۲۲ نکاتی چارج شیٹ شائع کیا، تو مشرقی پاکستان میں اس سے آگ لگ گئی، علمائے کرام نے اس کا ترجمہ کر کے لاکھوں تعداد میں گھر گھر پہنچایا اور بالآخر اس وقت حکومت نے شکست کھا کر سر تسلیم خم کیا، ایک چھوٹے سے قصبہ کے بے بضاعت علمی پرچہ کے ذریعہ اتنا بڑا کام اللہ کا فضل ہے، جسے آئندہ تاریخ یاد رکھے گی آپ نے فرمایا سید احمد شہیدؒ نے اکوڑہ خٹک سے علم جہاد بلند کیا تھا، جو غداری کی وجہ سے بظاہر بالاکوٹ میں ختم ہوا، مگر یہ حقانیہ کا فیض اور جہاد کا تسلسل ہے جس نے سرزمین ہزارہ سے اٹھے ہوئے ایک شخص کے دین میں تحریفی کوششوں کا بھرپور تعاقب کیا۔ اللہ اسے مزید توفیق دے۔

نور المشائخ حضرت ملا شور بازار کے فرزند مولانا فضل عثمان مجددی افغانی کی آمد

افغانستان کے مجددی خاندان کے ایک ممتاز فرد اور حضرت ملا شور بازار نور المشائخ کے فرزند مولانا فضل عثمان مجددی ۳ ستمبر بروز جمعہ تشریف لائے، حضرت شیخ الحدیث کے مکان پر کئی گھنٹے قیام فرمایا، نماز جمعہ سے قبل مجمع سے اپنے پر جوش کلمات خیر و حکمت سے حاضرین کو محفوظ فرمایا، بیت المقدس کے المیہ کے علاوہ ملک میں سوشلزم جیسے غیر اسلامی نعروں کے فروغ پر انتہائی درد اور الم کا اظہار کیا اس ضمن میں انہوں نے فرمایا کہ ایک جرمنی نے مجھے کہا کہ تم مسلمان ہو اس لئے ترقی نہیں کرتے کہ آپ نے اپنا راستہ اور اپنا نظریہ چھوڑ دیا ہے، ظاہری اسباب اور وسائل کی کمی نہیں دنیاوی ترقی کے امور بھی آپ نے اپنائے لیکن دین پر آپ نے چلنا ترک کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے جو امیدیں پاکستان سے وابستہ کی تھیں، افسوس کہ وہ خاک میں مل گئی ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آباء و اجداد کے دین پر ڈٹے رہیں نئے نئے نعروں اور ازموں کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں، وہ کیونرم جو افغانستان اور پاکستان میں پھیل رہا ہے، ہمیں اس سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے، یہ درحقیقت دہریت ہے، اور میں نے بخارا وغیرہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، کہ اس اشتراکیت میں

عورتوں تک کو مشترکہ سرمایہ بنالیا جاتا ہے، اس اشتراکیت کی کوئی چیز نہ تو اسلام برداشت کر سکتا ہے اور نہ بختون قوم کی غیرت و حمیت، ہم صرف حضور کریم ﷺ کا دامن تھام لینے سے کامیاب ہو سکتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ ہمارا کام ہمیشہ علم اور دین کی خدمت رہا ہے، یہاں دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں دین کی جو عظیم الشان خدمات ہو رہی ہے، جو کچھ ہمارے ہاتھوں سے خدمت ہو سکے ہم اس سے دریغ نہ کریں گے۔

مولانا مفتی محمود اور مولانا خان محمد کنڈیاں کا وفاق کے امتحانی ہال کا معائنہ

۱۰ شعبان کو حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ مردان جاتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات اور تبادلہ خیال کی غرض سے دارالعلوم ٹھہرے، دیگر علماء کے علاوہ خانقاہ سر اجیہ کنڈیاں کے ممتاز مرشد حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ بھی آپ کے ساتھ تھے اس وقت وفاق العربیہ کے زیر اہتمام دورہ حدیث کا امتحان جاری تھا، حضرت مفتی صاحب سیدھے امتحان گاہ تشریف لے گئے اور بحیثیت جنرل سیکٹری وفاق المدارس امتحان کا معائنہ فرمایا، طلبہ کی کثیر تعداد اور نظم و ضبط کو دیکھ کر نہایت مسرت اور اطمینان ظاہر فرمایا بعد از ظہر طلباء کی خواہش پر آپ نے مسجد میں مختصر خطاب فرمایا اور شام کو واپسی ہوئی۔

سالانہ امتحانات اور تعطیلات

سالانہ امتحانات ۳۰ رجب کو شروع ہو کر ۱۱ شعبان تک جاری رہے، دورہ حدیث کے امتحانات کی نگرانی وفاق المدارس کے نامزد ونگر ان جناب مولانا میاں محمد جان (عرف غلجی میاں) صاحب مدرسہ حمایت الاسلام غلجی نے فرمائی اور دیگر امتحانات کی نگرانی کا کام مقامی اساتذہ نے انجام دیا۔ آج ۱۲ شعبان سے دارالعلوم کے شعبہ عربی میں تعطیلات رمضان شروع ہوئیں، شعبہ تعلیم القرآن، دارالافتاء اور دیگر دفاتر حسب معمول مصروف رہیں گے۔

احاطہ محمودیہ اور بعض کواٹروں کی تعمیر

دارالعلوم کے شرقی جانب احاطہ تالاب میں تعمیرات کا مسئلہ مدت سے زیر غور ہے، رہائش طلبہ اور مدرسہ تعلیم القرآن کے لئے مزید عمارت کی ضرورت کے پیش نظر پچھلے چند ماہ سے اس احاطہ میں اللہ کے بھروسہ پر تعمیر کا سلسلہ شروع کر دیا گیا تالاب کے حصہ میں دارالافتاء سے متعلق چلی منزل کا کچھ حصہ مکمل ہو چکا ہے، جسے احاطہ محمودیہ (منسوب بہ شیخ الہند مولانا محمود حسن) کا نام دیا گیا ہے، اب اوپر تعلیم القرآن (مڈل سکول) کیلئے تعمیر کا کام جاری ہے، اس طرح احاطہ تالاب کی نئی عمارت میں مزید پچاس ۵۰ طلبہ کی منجائش نکل

آتی ہے، جواب تک درسگاہوں وغیرہ میں نہایت تکلیف سے قیام پزیر تھے، اسکے علاوہ پرانے دارالاقامہ کے مغرب میں بھی دارالاساتذہ کی شکل میں ایک بلاک بن چکا ہے، ان تعمیرات میں پچھلے چند ماہ میں تقریباً ۳۵ ہزار روپے خرچ ہو چکا ہے، جبکہ ابھی تعمیری ضروریات کا کافی حصہ اہل خیر کی نگاہ تعاون کا محتاج ہے۔

جمعیت کا انتخابی منشور اقتصادی و معاشرتی مسائل کا جامع

جنوری ۱۹۷۰ء: اب تک کئی سیاسی جماعتوں کا منشور سامنے آچکے ہیں، مگر جمعیت علمائے اسلام نے یکم جنوری سے بہت قبل جو اسلامی منشور مرتب کیا اور جس جامع انداز سے ملک کے تعلیمی، اقتصادی معاشرتی اور انتظامی مسائل کو کتاب و سنت کی روشنی میں سمویا ہے، اسکی داد نہ دینا ستم ظریفی ہوگی یہ علماء کی طرف سے پہلی قسم کی جامع اور مؤثر کوشش ہے، جسکی تحسین پوری فراخ دلی سے کرنی چاہئے، پیش نظر منشور کا قصہ بعض جماعتوں سے جمعیت کے مشروط معاہدہ سے قطعی طور پر علیحدہ مسئلہ ہے، جمعیت کے بعض معاہدوں یا پالیسیوں سے از روئے اخلاص اختلاف کی گنجائش بھی ہو سکتی ہے، اور ہو سکتا ہے کسی کی صوابدید اسے مذکورہ معاملہ میں شرح صدر نہ ہو سکنے دے تاہم یہ بات بالکل اٹل ہے، کہ ایسا منشور تو نہ کیونٹ نواز جماعتوں کا ہو سکتا ہے، اور نہ کوئی سوشلسٹ ہونے کا ذہن اسے ایک لمحہ کے لئے برداشت کر سکتا ہے، اگر کسی جماعت یا پارٹی کا لائحہ عمل اس کے منشور سے واضح ہو سکتا ہے، تو جمعیت کا منشور ان تمام الزامات کا جواب ہے، جو جمعیت کے سوشلسٹ ہونے کے لگائے جارہے ہیں، صاف بات تو یہی ہے کہ اکابر حق پورے انصاف سے ایک دوسرے کی لغزشوں پر گرفت کرتے ہوئے بھی اتفاق و اتحاد کی کوئی راہ نکالیں، کہ اسی میں دین کا فائدہ اور اسی میں قوم کی نجات ہے، ورنہ باہمی اختلاف اور باہمی الزامات اور جواب الزام سے فائدہ بے دین اور گمراہ جماعتوں کو ہی پہنچے گا افسوس روم جل رہا ہے، مگر نیر و بانسری بجانے میں مشغول ہے، کاش! باہمی اختلاف کے ہولناک نتائج پر ہمارے تمام اکابر علمائے حق کی نظر پڑ جائے، اور وہ کسی متفقہ طریق کار اور لائحہ عمل پر یکجا ہو سکیں، جیہ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے جانشینوں پر آج پوری قوم کی نگاہیں لگی ہوئی ہیں، پھر کیا وہ اپنی باطنی فراست سے نہیں دیکھتے کہ محمد قاسمؒ سمیت محمود الحسن دیوبندیؒ شیخ الاسلامؒ مولانا مدنیؒ اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ جیسے تمام اکابر کی سعید روحیں اپنی روحانی اولاد کے افتراق و انتشار سے کتنی بے چین ہیں۔

تلمیذ حضرت علامہ کشمیریؒ مولانا محمد انوریؒ کا انتقال

علی حلقوں کیلئے ایک بڑے صدے کی خبر ہے، کہ حضرت مولانا محمد انوریؒ لاکھپوری ۲۲

جنوری ۱۹۷۰ء کو صبح سات بجے انتقال فرما گئے، مولانا مرحوم کی عمر تقریباً ستر برس تھی حضرت رائے پوری سے خلافت پائی اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے تلمذ اور صحبت و خدمت کی حاص نسبت حاصل تھی عمر بھر علم اور دین کی خدمت و اشاعت میں کوشاں رہے، ۱۹۴۷ء میں لالکپور آکر ایک دینی مدرسہ قائم کیا، اور بڑی بے نفسی اور خاموشی سے تبلیغ و تعلیم میں مصروف رہے، حق تعالیٰ مولانا مرحوم کو درجات عالیہ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے، رحمہ اللہ وجعل الجنة مغوار

دارالعلوم کے مخلص خادم کی وفات

۲۴ جنوری بروز ہفتہ دارالعلوم کے ایک نہایت مخلص اور ہمدرد رکن شوریٰ جناب الحاج خان محمد اعظم خان خٹک رئیس اکوڑہ خٹک کا انتقال ہوا، مدت سے کینسر کی تکلیف تھی دارالعلوم کے تاسیس سے لیکر اب تک آپ نے اپنے والد بزرگوار جناب خان اعلیٰ محمد زمان خان خٹک مرحوم کی طرح پوری جانفشانی اور تندی سے دارالعلوم کی ترقی و استحکام میں حصہ لیا، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ عالیہ درجہ کا نیازمندانہ اور خادمانہ تعلق رہا اور کسی حال میں دارالعلوم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ تعمیرات کی نگرانی چندہ کی فراہمی الغرض ہر مرحلہ میں پیش پیش رہتے، اس لحاظ سے موصوف کی جدائی دارالعلوم کے پورے حلقہ اور حضرت شیخ الحدیث والد ماجد کے لئے ذاتی صدمہ ہے، مرحوم کی عمر اے سال تھی نہایت ملنسار خوش خلق اور قومی و ملی خدمت کے جذبات سے معمور انسان تھے، تحریک پاکستان میں اپنے علاقہ میں اہم کردار ادا کیا، جنگ کشمیر کا موقعہ ہو یا جنگ مقبر کا مہاجرین کی آباد کاری کا سوال ہو یا علاقہ کی تعلیمی و طبی ضروریات اور بلدیہ کی نظامت، ہر موقع پر بساط سے بڑھ چڑھ کر خدمات، بجالاتے، تقسیم سے قبل آنریری مجسٹریٹ رہے، پھر امیر محمد خان مرحوم کے زمانہ میں صوبائی ایڈوائزری کونسل کے رکن نامزد ہوئے، مسلم لیگ کی عاملہ کے عاملہ کے ممبر بھی رہے، اور ریفرنڈم میں بھی اہم حصہ لیا، ۱۹۵۰ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے پچھلے کئی سال سے قومی و ملی خدمات کا زیادہ تر حصہ لیا دارالعلوم کے ہٹاؤ سنوار میں لگایا، دنیا سے جاتے جاتے اپنے پڑوس میں ایک شاندار مسجد تعمیر کروائی شدید بیماری کی حالت میں دن بھر اس کام کی نگرانی خود کرتے، دارالعلوم کے شعبہ تعلیم القرآن کو نہ صرف زمین وقف کی بلکہ تعمیر کے وسائل اور نگرانی کا کام بھی خود انجام دیا، اپنے والد بزرگوار مرحوم خان محمد زمان خان خٹک کے نقش قدم پر چلنے والے اور ان کی کئی خوبیوں کے وارث کی جدائی پر آج نہ صرف دارالعلوم بلکہ پورا علاقہ سوگوار ہے، اللہ تعالیٰ حسنات کو قبول اور خامیوں سے درگزر فرمائے،

مقبولیت کا کچھ اندازہ جنازہ سے ظاہر ہوا جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی، نماز عصر کے بعد

اپنے مرحوم کے پہلو میں جگہ پائی، رحمہ اللہ تعالیٰ

چچک کی وجہ سے تیرہ سو مشتاقان حج کو محروم رکھنے کا جرم

راقم الحروف کو اس دفعہ کئی امور پر خامہ فرسائی کی خواہش کے باوجود بعض اشغال و عوارض کی وجہ سے دلجمعی اور یکسوئی سے لکھنے کا موقع نہ مل سکا اس سلسلہ میں سفینہ عرفات سے جانے والے حجاج کرام کو جس اند و ہناک صورتحال کا سامنا کرنا پڑا وہ پورے عالم اسلام کے لئے سنجیدہ غور و فکر کا مستحق ہے، مغربی تہذیب کی رو میں ہم ایسے بہہ گئے کہ ہمارا دل و دماغ ہر معاملہ میں اسی ڈگر پر سوچنے لگا ہے، مسبب الاسباب پر بھروسہ جاتا رہا اس حد تک بہر حال روادار نہیں، کہ چند ایک آفت رسیدہ افراد کی وجہ سے ہزار بارہ سو مسلمانوں کو بیت اللہ کی آغوش میں پہنچ کر بھی فریضہ حج سے محروم کر دیا جائے، اس مسئلہ پر ماہنامہ الحق کے سرپرست حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے ایک مجلس میں اپنے جو تاثرات ظاہر کئے ہیں انہیں برادر مولا نا شیر علی شاہ مدرس دارالعلوم نے اپنے الفاظ میں ضبط کیا ہے، جسے ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

تعدیت مرض کے موضوع پر شیخ الحدیث کے تاثرات

عرفات کے بابرکت میدان میں رحمت کائنات محسن انسانیت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لاکھ سے متجاوز نفوس قدسیہ کو یہ اعلان فرمایا کہ جاہلیت کے تمام رسوم کو میں نے یہاں روند دیا ہے، آئندہ مسلمانوں کو صرف اسلام اور دین کی پیروی کرنا ہوگی، جاہلیت کے اس عقیدہ کو ”امراض کے اندر تعدی ہے“ آنحضرت ﷺ نے دوسرے موقع پر اس طرح باطل قرار دیا کہ لا عدوی و لا طیۃ (اسلام میں امراض کی تعدی اور بدفالی وغیرہ نہیں) اگر موجودہ دور کے مسلمان اس عقیدہ پر قائم رہتا تو آج تقریباً تیرہ سو زائرین حجاج تڑپ تڑپ کر حج کی سعادت سے محروم نہ رہتے، ان مظلوم حجاج کی بے تابانہ نگاہیں ان مقدس پہاڑوں پر پڑ رہی تھیں جس کے درمیان بیت اللہ شریف کا مقدس و نورانی بقعہ ہے، ان کے کان گزرنے والے لاکھوں حجاج کی تکبیروں کی آوازیں، لبیک کی آوازیں سن رہے تھے مگر افسوس کہ حکومت کی بے بصیرتی اور تغافل نے ان بے دست و پا دور افتادہ مسلمانوں کے دیرینہ تمناؤں اور دلی خواہشات کو جدہ کے صحرا میں دفن دیا طرہ یہ کہ آغوش حرم میں مناسک حج سے محروم کر دئے گئے، اس جانکاہ منظر کا احساس وہی کر سکتا ہے، جسکو حرمین شریفین کی دید کا جذبہ اور تڑپ دیا رحیب ﷺ کو کھینچ رہا ہو۔

واقرب ما یكون الشوق یوما

اذا دلت الغیام الی الغیام

تاریخ میں یہ سانحہ رہتی دنیا تک ذمہ دار افراد کی قساوت اور شقاوت کا بد نما داغ رہے گا، اگر یہ غفلت شعار حکام دسویں کی رات کو بھی حجاج کرام کو عرفات پہنچا دیتے، تو ان کا فریضہ ادا ہو جاتا، پاک و ہند میں اسلام کی ترویج و اشاعت کی ایک اہم وجہ یہ بھی بتاتے ہیں، کہ جب ہندوستان کے شہروں یا قصبوں میں طاعون یا ہیضہ کی بیماری پھیلتی تو وہاں کے مقامی ہندو اپنے گھروں اور شہروں میں اپنے بیماروں کو چھوڑ کر دور بھاگ جاتے تھے اور مسلمان اپنے پختہ عقائد اور بلند اخلاق کی بناء پر اپنے گھروں میں رہ کر ان ہندو بیماروں کی خدمت کرتے رہتے، جب وہ بیمار ہندو شفا یاب ہو جاتے تو بے اختیار وہ مسلمان ہو کر کہتے کہ جو مذہب زندگی کے نازک اوقات میں اپنے پیروکاروں کی ہمدردی اور اعانت چھوڑ دیتے وہ موت کے بعد ہماری کیا مدد کرے گا، یہ عجب انصاف ہے کہ سفینہ عرفات میں چند حاجی چپکے میں مبتلا ہوئے، اور ان کی وجہ سے ۱۳۰۰ مشائقان حج کو سعادت حج سے محروم کر دیا گیا۔ اولاً تو چاہئے تھا کہ اسلامی عقائد کے ماتحت ان مریضوں کو بھی سعادت حج کی اجازت دے دی جاتی بصورت دیگر ان کو قرنطینہ میں رکھ کر بقیہ حجاج کو مناسک حج کے لئے چھوڑ دیا جاتا، کیا رسول خدا نبی رحمت ﷺ نے جذامی مریض کے ساتھ کھانا نہیں کھایا ہے؟ اور فرمایا کل ثلثۃ ہلالہ و توکلأ علیہ اور اسی سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے فاروق اعظم حضرت عمر فاروقؓ نے مجذوم کے ساتھ ایک ہی برتن سے کھانا کھایا اور اگر بالفرض ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے ایمان بچانے کی خاطر فرمن المجذوم پر عمل مقصود ہے تو پھر مریضوں کو قرنطینہ میں رکھتے نہ کہ تمام تندرستوں کو بھی حج سے محروم کر دیتے، اگر چپکے دوسروں کو متجاوز ہونے کا اندیشہ تھا اور یہ خطرہ لاحق تھا کہ کہیں سب لوگ اس بیماری میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ تو یہ محض وہم و گمان تھا، کیونکہ وہ باقی سب کے سب اب تک بحمد اللہ چپکے سے محفوظ ہیں تو بقیہ حجاج میں سرایت و تعدی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، پاکستان و دیگر ممالک میں ہمیشہ چپکے وغیرہ کی بیماریاں رہا کرتی ہیں، ہر دو گھر میں ایک دو بچے بیمار رہتے ہیں تو پھر تمام پاکستانیوں کو قرنطینہ کرنا چاہئے تاکہ چپکے نہ پھیلے، ایسے عقیدہ سے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے یہ غیر مسلموں کا عقیدہ ہے، اسی طرح نظریہ کی وجہ سے مسلمانوں میں مریضوں کے ساتھ ہمدردی نہ رہی جس کا اثر یہاں تک پہنچا کہ اب عبادات بھی اس کے زد میں آ گئیں۔

حدیث شریف میں ہے لا عدویٰ کہ امراض میں تعدی نہیں ہے، اس کے دو مطلب ہیں، ایک مطلب تو یہ کہ ایک شخص کی بیماری دوسرے کیلئے نہ علت ہے نہ سبب، جیسا کہ ایک اعرابی نے کہا کہ ایک خارشٹی اونٹ کی وجہ سے اور بھی خارشٹی ہو جاتے ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا فغن احرب الاول۔؟ پہلے کو کس نے خارشٹی بنا دیا؟ جس قادر مطلق ذات نے پہلے اونٹ کو مرض میں مبتلا کیا، اس نے دوسرے کو بھی اس مرض میں مبتلا کر دیا، اگر ایک مرض متجاوز کرنے کی لئے علت مان لی جائے، تو معلول کا وجود علت کے ساتھ لازمی ہے، حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں طاعون وغیرہ امراض پھیل جاتے ہیں تو وہاں دس فیصدی بیمار ہو جاتے ہیں، اور نوے فیصد محفوظ رہتے ہیں، جیسے گزشتہ طاعون کی رپورٹ سے ظاہر ہے، اور فومن المعجوزہ (جدائی سے بھاگ جانے) کا حکم محض ضعیف الاعتقاد لوگوں کے دین کو محفوظ رکھنے کی خاطر ہے کہ سبب کو علت کا درجہ نہ دیں مگر زیر بحث قضیہ میں تو تندرستوں کو حج سے روک دیا گیا، اور جرم یہ بتاتے ہیں کہ ان پر بیماروں کی ہوا لگی ہے،

دوسرا مطلب یہ ہے کہ مرض علت تو نہیں مگر سبب ہے، تو اس صورت میں بھی تندرست حجاج کو رکھنا جائز نہیں، بطور مثال آگ ہلاکت کا سبب ہے، یا پٹرول کو آگ لگنے سے قیامت خیز مناظر سامنے آ جاتے ہیں۔ تو پھر آگ ماچس وغیرہ اپنے پاس نہیں رکھنا چاہئے، پانی میں بہت سے لوگ ڈوب کر مر جاتے ہیں، یا کنویں میں گر کر ہلاک ہو جاتے ہیں حالانکہ لوگ آگ یا پٹرول یا پانی یا کنویں کا قرظینہ نہیں کرتے،

الغرض اسلام نے ہمیں تعلیم دی کہ تمام مخلوق بالخصوص مریض سے ہمدردی سے پیش آؤ، عیادت تیمارداری کا بہت بڑا ثواب ہے، اگر تعدی کا وہم مسلمانوں میں پھیل گیا، تو پھر یہ مریضوں کا علاج معالجہ اور خدمت سے غافل ہو جائینگے، افسوس کی بات ہے کہ وہم، جاہلیت کا غلبہ و تسلط اتنا بڑھ گیا، کہ مراکز دین کے خدام نے بھی اس طرف توجہ نہ کی کہ اسلام نے جس چیز کو منع و بن سے کاٹا تھا، اسکی تصدیق ہم کیوں کر رہے ہیں، حالانکہ سعودی حکومت ایک وقت توحید اور اللہ پر بھروسہ کی اتنی دعویٰ دار بنی تھی، کہ شریعت کے حدود میں جائز اسباب اور وسائل کے ارتکاب کو بھی شرک قرار دیتی تھی مگر اب معاملہ الٹا ہو گیا، ضروری ہے کہ ان مظلوم حجاج کی حالت زار پر رحم و کرم فرماتے ہوئے ان کے روکنے اور ٹکیوں کے غلط اندراج کرنے والوں کا مؤاخذہ و محاسبہ کر کے ان حجاج کو آئندہ سال کرایہ اور زر مبادلہ کی پوری سہولت مہیا کی جائے اور مکمل سہولتوں کے ساتھ فریضہ حج کی سعادت بہم پہنچائیں، جبکہ حکومت نے ان کے حج کو قضا کر کے ان پر آئندہ قضا لازم کر دیا ہے۔

واللہ یعول الحق و هو یمہدی السبیل

(جاری ہے)